© rasailojaraid.com

امام مازری ایک طرف علمی تبحر میں یکتائے روزگار تھے، دوسری طرف بڑے زندہ دل خوش مزاج اور خوش لباس تھے۔[1]

امام مازری کی بکثرت کتابیں مختلف علوم میں تھیں - ان میں علم حدیث پر ان کی دو کتابیں ہیں - ایک صحیح مسلم کی شرح کتاب المعلم، دوسری تعلیقات بروایت جوزقی ہے -

کتاب المعلم بفوائد کتاب صحیح مسلم کی سب سے پہلی شرح ہے - اور یہ کتاب آپ کے ان حواشی اور تعلیقات کا مجموعہ ہے جو امام مازری نے اپنے تلامذہ کو صحیح مسلم کے درس میں املا کرائے تھے - کتاب المعلم بہت علمی معلومات کا مجموعہ ہے - قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) نے اس کے مفید علمی حواشی لکھے اور اس کا نام اکمال المعلم بفوائد مسلم رکھا -

تعلیقات بروایات جوزقی - یہ علم حدیث میں ایک مختصر رسالہ ہے اور حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ جوزقی (م ۳۸۸ھ) کی تصنیف ہے - امام مازری نے اس پر چند مفید علمی حواشی لکھے -

حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی ترقی و ترویج کے سلسلے میں صقلیہ میں جن محدثین کرام نے درسی و تدریسی اور تصنیفی و تالیفی خدمات سرانجام دیں - تاریخ نے ۳۷ محدثین کرام کے نام بتائے ہیں اور ان میں صرف ۸ کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ مضمون طویل ہونے کا خوف ہے -

علم فقہ

صقلیہ میں علم فقہ کی ابتداء اور اس کی نشر و اشاعت قاضی اسد بن فرات (م ۲۱۳ھ) کے ذریعہ ہوئی - قاضی اسد بن فرات فقہ حنفی اور مالکی کے ممتاز عالم تھے - اور فقہ میں آپ نے ید طولیٰ حاصل کیا تھا - اور آپ اپنے تبحر علمی سے فقہ حنفی اور مالکیہ کے امام تھے - عبادات میں فقہ مالکی کا اتباع کرتے تھے - اور معاملات کا عموماً فقہ حنفی کے مطابق فیصلہ فرماتے -

قاضی اسد بن فرات کی کنیت ابوعبداللہ تھی - بنو سلیم بن قیس کے خاندان سے ان کا تعلق تھا - اور ان کا آبائی وطن نیشاپور (خراسان) تھا - ۱۴۲ھ میں پیدا ہوئے - پانچ سال قیروان میں

[1] وفیات الاعیان المعروف تاریخ ابن خلکان از علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ)، جلد ۲ ص ۲۱۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قیام کے بعد ان کے والد نے ٹیونس میں اقامت اختیار کی۔ اور ٹیونس میں قاضی اسد بن فرات کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ ۱۸ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور قرآنی علوم میں دسترس حاصل کی۔ اس کے بعد ٹیونس کے مشہور محدث علی بن زیاد سے علمِ حدیث اور فقہ کی تحصیل کی اور موطا امام مالک پہلی مرتبہ ان سے پڑھی۔

۱۷۲ھ میں تکمیلِ علم کے لیے مدینہ منورہ پہنچے اور امام مالک (م ۱۷۹ھ) کے حلقۂ درس میں شریک ہوگئے۔ امام مالک سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد عراق کا رُخ کیا۔ اور عراق میں آپ نے امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) اور امام محمد بن حسن (م ۱۸۹ھ) سے فقہ حنفی کی تعلیم حاصل کی۔ امام محمد بن حسن کی خدمت میں انہیں اختصاص حاصل تھا۔ امام صاحب دن کے علاوہ رات کو بھی ان کو پڑھاتے تھے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن کے علاوہ عراق کے دوسرے ممتاز علمائے کرام سے بھی آپ نے حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

عراق میں تحصیلِ علم کے بعد قاضی اسد بن فرات مصر آئے۔ اور مصر میں آپ نے وقت کے اساتذۂ فن سے اکتسابِ فیض حاصل کیا[1] خاص کر آپ نے عبدالرحمٰن بن قاسم جو امام مالک کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ اور اپنے علم و فضل اور زہد و ورع کی وجہ سے مصر میں بڑے احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ علمِ فقہ، روایت، رائے اور قیاس میں ان کی یکساں نظر تھی۔ قاضی اسد بن فرات نے ان سے استفادہ کیا۔ اور قاضی اسد بن فرات اپنے اس استاد کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔

> اگرچہ امام مالک بن انس کا انتقال ہوچکا ہے تو یہ دوسرا امام مالک ہمارے درمیان موجود ہے[2]

قاضی اسد بن فرات کا روزانہ کا یہ دستور تھا کہ وہ امام عبدالرحمٰن بن قاسم سے فقہی سوالات کرتے اور وہ جو جوابات دیتے اُن کو ترتیب سے لکھتے جاتے۔ اِس طرح مع سوال و جواب ۶۰ جزوں میں مدوّن ہوگئے۔ اور یہی کتاب دنیا میں فقہ کی سب سے پہلی کتاب تھی۔ قاضی

---

[1] تاریخ صقلیہ از مولانا ریاست علی جلد ۲ ص ۲۵۰

[2] ایضاً جلد ۲ ص ۲۵۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس نے اس کا نام الاسدیہ رکھا۔

اس کے بعد قاضی اسد اپنے وطن قیروان واپس آ گئے۔ اور ۲۰۳ھ میں قیروان کے قاضی القضاۃ بنائے گئے۔ ۲۱۲ھ میں آپ کے حکم سے صقلیہ کو دار الاسلام بنایا گیا۔ ۲۱۳ھ میں قاضی اسد بن فرات نے ایک معرکہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔[1]

قاضی اسد بن فرات کے علاوہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں درج ذیل ائمہ کرام نے بھی فقہ اور دوسرے اسلامی علوم میں جو گراں قدر علمی خدمات انجام دیں وہ ہماری تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے۔ ان میں ایک امام ابو یحییٰ احمد بن محمد بن قادم (م ۳۲۰ھ) تھے، جن کے بارے میں علامہ دباغ (م ۶۹۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

امام ابو یحییٰ مذہبِ اہلِ عراق (احناف) اور مذہب اہل مدینہ (مالکیہ) کے حافظ تھے۔[2]

صقلیہ کے دوسرے فقیہ ابو القاسم خلف بن ابی القاسم براذعی قیروانی بھی تھے، جن کے بارے میں قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

اندلس اور مغرب میں اپنے علم و فضل اور جلالت علمی میں مقبول تھے۔[3]

انہوں نے فقہی مسائل پر دو کتابیں مطول التہذیب اور مختصر التہذیب لکھیں اور بقول قاضی عیاض مالکی یہ دونوں کتابیں اہلِ علم میں بہت مقبول ہوئیں۔

صقلیہ کے ایک فقیہ شیخ ابو حفص عمر بن عبد الغفور المعروف بابن الحکار صقلی تھے جو اپنے علم و فضل، تحقیق، دقت نظر، طرز تحریر اور قوت تقریر میں بہت ممتاز تھے اور ارباب سیر

---

[1] معالم الایمان از علامہ دباغ (م ۶۹۶ھ) جلد ۲ ص ۲ تا ۱۳، احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم از علامہ مقدسی (م ۳۷۵ھ) ص ۲۳۳، ترتیب المدارک از قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) جلد ۲ ص ۷۲

[2] معالم الایمان از علامہ دباغ (م ۶۹۶ھ) جلد ۲ ص ۷۲

[3] ترتیب المدارک۔ از قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) جلد ۱ ص ۲۷۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے ان کے علمی تبحر کی تعریف کی ہے۔ فقہی مسائل پر آپ کی کتابیں درج ہیں:

۱ــ شرح المدونۃ ! یہ المدونۃ کی شرح ہے اور ۳۰۰ اجزاء پر مشتمل ہے۔

۲ــ انتقاد علی التونسی فی الف مسئلۃ۔

۳ــ مختصر کتاب التمامات [1]

پانچویں صدی ہجری میں صقلیہ میں ۱۶ فقہائے کرام کے نام تاریخ نے ضبط کیے ہیں جنہوں نے اسلامی علوم وفنون میں گراں قدر علمی خدمات سرانجام دیں۔

ان میں ایک علامہ ابو محمد عبدالحق بن محمد بن ہارون سہمی قرشی تھے جنہوں نے اپنے علم وفضل کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کی۔ علمائے کرام نے آپ کے بارے میں لکھا کہ آپ فقیہہ، صاحب فہم، صالح، دیندار، علم وفن کے امام اور اصول و فروع کے استاد تھے۔ فقہ پر آپ نے جو علمی کتابیں تصنیف کیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱ــ النکت والفروق لمسائل المدونۃ

۲ــ تہذیب المطالب

۳ــ جزء فی بسط الفاظ المدونۃ

۴ــ استدراک علی المختصر البرادعی [2]

شیخ ابو حفص نے ۴۶۶ھ میں سکندریہ (مصر) میں وفات پائی۔[3] اسی صدی کے ایک فقیہہ امام ابو بکر وابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن یونس تمیمی (م ۴۵۱ھ) تھے، جو اپنے علم وفضل اور تبحر علمی کی وجہ سے اہل علم میں مقبول تھے۔ فرائض کے بہت بڑے عالم تھے اور علمائے کرام نے لکھا ہے کہ امام ابن یونس فقہائے مالکیہ میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علم فقہ میں ان کی دو کتابیں مشہور ہیں،

---

[1] دیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب از قاضی برہان الدین ابراہیم بن علی المعروف ابن فرحون (م ۷۹۹ھ) ص ۸۸

[2] ترتیب المدارک از قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) جلد ۱ ص ۲۷۶

[3] تاریخ صقلیہ از مولانا ریاست علی ندوی جلد ۲ ص ۲۶۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک کتاب شرح المدونہ اور دوسری کتاب الفرائض ہے۔[1]

چھٹی صدی ہجری میں ۵ ممتاز فقہائے کرام کے نام ملتے ہیں۔ ان میں ایک امام مازری (م ۵۳۶ھ) تھے۔ جو اپنے تبحر فقہ کی تحقیق و تدقیق، اجتہاد، دقتِ نظر اور اصولِ فقہ و علوم دین میں مشہور تھے اور علمائے کرام نے تصریح کی ہے کہ ان کے زمانے میں تمام روئے زمین پہ مذہب مالکی میں ان سے زیادہ تفقہ رکھنے والا اور ان سے زیادہ مذہب سے آشنا کوئی دوسرا موجود نہیں تھا۔

فقہ و اصولِ فقہ میں ان کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شرح کتاب التلقین

۲۔ ایضاح المحصول من برہان الاصول

۳۔ مجموعہ فتاویٰ

۴۔ تعلیقات بر مدونہ[2]

صقلیہ میں جن فقہائے کرام نے جنم لیا اور جنہوں نے اسلامی علوم و فنون کی اشاعت اور ترقی و ترویج میں اپنی زندگیاں بسر کر دیں۔ تاریخ نے ۲۶ نام ضبط کیے ہیں، مگر میں نے طوالت کے خوف سے صرف ۶ فقہائے کرام کا ذکر کیا ہے۔

علمِ تاریخ علمِ تاریخ پر صقلیہ کے علمائے کرام کی صرف چند کتابوں کے نام تاریخ میں ملتے ہیں۔ ان میں ایک کتاب تاریخ ممالک ہے، جس کے مصنف ابن القطاع صقلی (م ۵۱۵ھ) ہیں۔ اور دوسری کتاب تاریخ صقلیہ ہے جس کے مصنف ابو علی حسن بن یحییٰ ہیں۔[3]

سیرت پر ایک کتاب علامہ ابن ظفر صقلی (م ۵۶۵ھ) کی ہے، جس کا نام خیر البشر بخیر البشر ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحف سماوی کی پیش گوئیاں درج کی گئی ہیں۔ اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ پیرس کے کتب خانہ میں ہے اور دوسرا

۱۔ دیباج المذہب از ابن فرحون (م ۷۹۹ھ)، ص ۲۷۴

۲۔ طبقات الشافعیہ الکبریٰ از علامہ تقی الدین السبکی (م ۷۷۱ھ) جلد ۲ ص ۲۶۴

۳۔ معجم الادباء یاقوت حموی (م ۶۲۶ھ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قلمی نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ عارف حکمت میں موجود ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے اپنے مقالہ "حجاز کے کتب خانے" میں اس کا تذکرہ کیا ہے[1] اور اس کا ایک نسخہ کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔ ۱۸۶۳ء میں کتاب مصر سے شائع ہو چکی ہے[2]۔

اس کتاب کے علاوہ ابن نصر صفلی نے سیرت وطبقات پر جو کتابیں لکھیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ اعلام النبوۃ

۲۔ ابناء نجباء الابناء[3]

---

[1] معارف اعظم گڑھ۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) جلد ۲۳ ص ۱ تا ۳

[2] تاریخ صقلیہ از مولانا ریاست علی ندوی جلد ۲ ص ۳۰۴

[3] معجم البلدان از یاقوت حموی (م ۶۲۶ھ)

© rasailojaraid.com

احادیث کا ادبی رُخ

جناب محمد حسین ٹونکی صاحب

(۲)

سادہ زندگی اور عیش و عشرت کی زندگی دونوں زندگیوں کا فرق آپ درج ذیل احادیث سے سمجھیے:

اِیَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ

(عن معاذ بن جبلؓ رواہ احمد ۔ مشکوٰۃ)

ترجمہ: (اے معاذ) دیکھنا عیش پسند زندگی سے بچنا۔ اس لیے کہ اللہ کے بندے عیش پسندانہ زندگی نہیں گذارتے۔

تجمّل یعنی صفائی پاکیزگی اور خوش پوشی کا اہتمام اور تنعّم یعنی مسرفانہ اور عیش پسندانہ زندگی کا اہتمام دونوں میں فرق ہے۔ تجمّل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ جب آپ نیا لباس پہنتے تو آپ کی دُعا میں یہ الفاظ بھی ہوتے (اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ) ایک اور روایت میں ہے کہ وَكَانَ يَتَجَمَّلُ لِلْوُفُوْدِ) آپ مہمانوں کے لیے خوش وضع لباس پہنتے۔

تجمّل جب درجۂ افراط پر ہو تو تنعّم بن جاتا ہے اور پھر زندگی عیاشانہ ہو جاتی ہے اور جب یہ درجۂ تفریط پر ہو تو زندگی راہبانہ ہوتی ہے۔ اور تجمّل رہبانیت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان وہ معتدل طرزِ زندگی کیا ہے جسے اختیار کیا جائے۔